منشورِ محمدی

منشور رسولان ہمہ محتاج بخاتم ۔ باخاتم دہر آمدہ منشور محمدؐ ؛ توریت بلاتوریہ انجیل بتنجیل ۔ گویان صفت وسیرت مبرور محمدؐ

منشور محمدی فرمان	جاری ہے تا بہ ختم دوران	شایع ہر ہفتہ بازار زمین	آمین آمین الہی آمین

نمبر ۸ مطبوعہ ۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۲ ہجری بنگلور جلد ۱۴

مثنوی

چکیدۂ قلم صداقت شعار جناب منشی سید عبدالحی صاحب سبزواری دام مجدہم

ہی پاک ہر ایک عیب سے تو	سبحانک لا شریک یا ہو
تجھ کو نہین زن سے اور نہ فرزند	ماں باپ نہین تجھے خداوند
عابد نہین تمام تو ہی معبود	ساجد نہین تمام تو ہی مسجود
تسبیح مین تیری ہی ہر اک شئی	ہر دل مین تری جگہ بہائی
احسان ترا ہی کیا فراوان	منت کو ترے نہین ہے پایان
اللہ رحمان رحیم ہے تو	حادث سب اور قدیم ہے تو
جب مہر کی تیری اک نظر ہو	نار حمرو سرد و تر ہو
قہاری پہ اپنے جب تو آوے	پانی سے آگ مین لیی وے
تیری رحمت جو جوش پر آوے	ابر رحمت خروش پر آوے
جب فضل ہوا جہانپہ تیرا	محبوب کو اپنے تو نے بھیجا
وہ کون ہے باعث دو عالم	سردار جہان شفیع اکرم
سرچشمۂ رحمت آلہی	خورشید چرخ رہنمائی
محبوب خدا خدا کی رحمت	زینت دہ مسند نبوت
مقبول جناب رب داور	بے سایہ تھا جسکا جسم اطہر

مسنوی

سردار اصفیا محمد
اس کے اصحاب پر مقرر

سرچشمۂ فیض انبیا محمد
اس کے اصحاب پر مقرر

اللہ کا ہو سلام اوسپر
اس کے اصحاب پر مقرر

بعد اس کے اے ناظرین منشور
اے پاک دلان بذل مسرور

سنئے کہ یہ دین کا ہی پرچا
دین حق کا ہے اس سے چرچا

منشور محمدی یہی ہے
توقیع سرمدی یہی ہے

بیدینون کو اس سے ہی ہدایت
دیندار دن کو ہی فرخ نیت

اسپر گذرا ہی تیرہوان سال
ہی چودہوان سال شکوفہ افشاں

رکھتا ہے یہ رخ نگارین
شرمندہ ہے جس سے ماہ پروین

صورت پر اس کے یہ جوانی
دیتی ہے لطف زندگانی

ہر ایک ورق ہے کاغذ زر
کیا کاغذ زر کہ ماہ انور

ہر سطر مین اس کے نور دین ہے
جو نقطہ ہے نکتہ یقین ہے

حرفون مین بھری ہے کتابی
ہے چشم پری کی روشنائی

ایسا اخبار صدق آثار
ہے تم سے شیوع کا طلبگار

چمکاتا ہے یہ جمال اپنا
ہر عشرے مین کمال اپنا

ہے پانچ روپیہ قیمت سال
کیا چیز ہے اسکے روبرو مال

امید ہے صاحبان ہمت
قیمت دیوین گے حسب طاقت

ہے دل سے دعائے سبز وارے
حق اس کو رکھے ہمیشہ جارے

منشی منصور صاحب عیسائی کے دوسرے مضمون کا جواب۔ نمبر ۲۔

مین منشی صاحب کے پہلے مضمون کا جواب اخبار منشور محمدی مطبوعہ ۱۵ محرم ۱۳۰۲ ہجری نمبر ۲ جلد ۱۴ مین ملبع کرا کے منتظر تہا کہ منشی صاحب اس کے جواب مین قلم اٹہائین گے مگر اس سے بورے کئے پرچہ نور افشان کے مین نے دیکہے کسی مین اسکا جواب نظر نہ آیا۔

ہان ایک لایعنے تحریر جس سے ان کا گہمنڈ اور شیخی ظاہر ہوتی ہے ایک پرچہ مین دیکہی۔ کاش اس بیہودہ تحریر کے عوض میرے تحریر کا جواب لکہتے تاکہ معلوم ہوتا کہ جس کتاب پر وہ ایمان لائے ہین اسپر سے دہبہ منانے کی سعی کرتے ہین۔ خیر اب بہی اگر کچہ حوصلہ ہو تو لکہین۔

اب مین ان سے دوسرے مضمون کی طرف متوجہ ہوتا ہون۔ نور افشان کے نمبر ۳۸ جلد ۱۲ مطبوعہ ۱۸ دسمبر ۱۸۸۴ء مین ایک مضمون بعنوان (سب آدمی گنہ گار ہین) طبع کرایا ہے جسکا محصل یہ ہے کہ آدمی سب گنہ گار ہین اور گنہ گار کسی کی شفاعت نہین کرا سکتا حتی کہ حضرت محمد رسول اللہ افضل الانبیا بہی معاذ اللہ گنہ گار ہین اور جب گنہ گار رہے تو وہ بہی شفاعت نہین کرا سکتے۔ اور یہ بجز یسوع مسیح کے کوئی نجات دہندہ نہین ہے۔

مین کہتا ہون کہ ایسے مضمون لکہنے سے بجز اسکے اور کوئی غرض معلوم نہین ہوتی کہ بقول مشہور خون لگا کر شہیدون مین داخل ہون۔ یا منشی پرواز مین وقعت بڑہے یا کسی نہ کسی عنوان سے تنخواہ مین ترقی ہو یا پادری عماد الدین صاحب کو ڈی ڈی کی ڈگری ملنے سے منشی صاحب کی بہی رال ٹپکی ہو اور کسی ڈگری یا ڈسمس کے امیدوار رہون۔

اگر یہ کچہ نہین ہے تو کیا اس مضمون کا جواب ہمارے یہان کی کتابون مین نہین دیکہا جو دقیانوسی مضمون لیکر بیٹہے ہین۔ منشی صاحب نے اگر ہماری یہان کی کتابین نہین دیکہی ہین تو کس برتے پر یہ موشگافیان کر رہے ہین۔

اب مین ان مقامات کا حوالہ دیتا ہون ذرا آنکہین کہولکر اور خدا سے ڈر کر ان مقامون کو غور سے ملاحظہ کرین۔ ازالۃ الاوہام مطبوعہ ۱۲۹۱ ہجری صفحہ ۴۳۹ سے ۴۵۰۔ اور استفتا (جو ازالۃ الاوہام کے حاشیہ پر چہپی ہے) صفحہ ۳۴۴ وغیرہ اور خلعۃ الہنود مطبوعہ بریلی ۱۲۹۱ ہجری صفحہ ۴۳ و ۴۴ و ۱۷۲ وغیرہ اور صیانۃ الانسان مطبوعہ لاہور ۱۲۹۹ ہجری صفحہ ۵۷ سے ۶۰ تک اور دعوۃ الحق مطبوعہ لاہور ۱۲۹۹ ہجری نمبر ۵ صفحہ ۱۲ وغیرہ۔ اور تریاق مسموم مطبوعہ دہلی اور سوط اللہ الجبار

یہ حوالہ جات اسوقت میری روبرو موجود ہین جن کو مین نے پیش کیا اور سوا اس کے اور کتابون مین بہی اسکا جواب موجود ہے جن کتابون کا مین نے حوالہ دیا ہے ان مین اس تفصیل سے اس اعتراض کا

جواب موجود ہے کہ اس اعتراض کی رگ ریشہ باقی نہین رہتی۔ مگر ان مشنریون نے ایسا اندھیر مچا رکھا ہے کہ اک اعتراض کا جواب ایک مرتبہ دو مرتبہ دس مرتبہ دو مگر پھر وہی مرغی کی ایک ٹانگ کہے جائینگے اور جواب الجواب مین ہرگز قلم نہ اٹھائین گے۔

اب اگر منشی صاحب کچھ گرہ رکھتے ہون تو ان مقامات کے جواب مین قلم اٹھائین جہان اس مضمون کا جواب دیا گیا ہے اور جن کا مین نے حوالہ دیا ہے جب اس اعتراض کے جواب متعدد مرتبہ ہمارے علما دیچکے ہین تو ہمکو منشی صاحب کے مضمون کی طرف توجہ کرنیکی کوئی ضرورت نہ تھی صرف حوالہ ہی دیدینا کافی تھا۔ چونکہ اکثر لوگون کی نظرون سے یہ کتابین نہین گذرتی ہین اسلئے منشی صاحب کے شبہے کا مختصر جواب لکھتا ہون۔

منشی صاحب نے اس تحریر مین پہلے اپنی تواریخ دانی کے قابلیت ظاہر کی ہے اور لکھا ہے کہ سب سے قدیم تواریخ دنیا کی توریت ہے۔ مگر جب ان سے ثبوت اس امر کا پوچھا جائیگا تو بجز بغلین جھانکنے کے کچھ نہ بن پڑیگا وزاہیدم بلاد تسکی کی کتاب آئیسس انویلڈ مطبوعہ نیویارک جو پہلے مرتبہ ۱۸۷۷ء مین اور دوسری مرتبہ ۱۸۸۲ء مین طبع ہوی ہے ملاحظہ کرین کہ اس نے اپنی کتاب مذکور کے جلد اول اور دوم مین بحوالہ جیکولیٹ صاحب فرانسیسی اور بارن جنس اور مسٹر لکپولین وغیرہ محققین کے کس کس کتاب کو توریت سے پہلے لکھا جانا ثابت کیا ہے۔

منشی صاحب نے اس تحریر مین پہلے اپنی تواریخ دانی کے قابلیت ظاہر کی ہے اور لکھا ہے کہ سب سے قدیم تواریخ دنیا کی توریت ہے۔ مگر جب ان سے ثبوت اس امر کا پوچھا جائیگا تو بجز بغلین جھانکنے کے کچھ نہ بن پڑیگا وزاہیدم بلاد تسکی کی کتاب آئیسس انویلڈ مطبوعہ نیویارک جو پہلے مرتبہ ۱۸۷۷ء مین اور دوسری مرتبہ ۱۸۸۲ء مین طبع ہوی ہے ملاحظہ کرین کہ اس نے اپنی کتاب مذکور کے جلد اول اور دوم مین بحوالہ جیکولیٹ صاحب فرانسیسی اور بارن جنس اور مسٹر لکپولین وغیرہ محققین کے کس کس کتاب کو توریت سے پہلے لکھا جانا ثابت کیا ہے۔

منشی صاحب نے اس دعوے مین جسکا خلاصہ مین اوپر لکھ آیا ہون کے امر تنقیح طلب ہین۔ اول یہ کہ تمام انسان کسوجہ سے گنہگار ہین دوسری یہ کہ حضرت مسیح نسل آدم مین ہین یا نہین اگر ہین تو پھر کیونکر گناہ سے بری ہوکر شفیع ہو سکتے ہین۔ تیسری یہ کہ حضرت مسیح از روے بائبل گنہگار تھے یا نہین۔ چوتھی یہ کہ کتب مقدسہ سے کسی انسان کا شفیع ہونا ثابت ہے یا نہین۔

پہلے دو امرون کا ثبوت تو منشی صاحب کے ذمہ ہے اور پچھلے دو امرون کا ثبوت ہمارے ذمہ۔ مگر ان دو امرون مین سے منشی صاحب نے کسی امر کے ثبوت مین کچھ نہین لکھا۔ البتہ پہلے امر مین۔ یعنے تمام انسان کے گنہگار ہونے کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ آدم نے درخت معہودہ کا پھل کھاکر خدا کی نافرمانی کی۔ پس آدم اپنی اس عدول حکمی اور نافرمان برداری کے سبب قربت الٰہی سے خارج کیا گیا اور اس کی اولاد بھی اس کے ساتھ اس میراث کی جو کہ اوسکو شیطان کے ورغلانے سے حاصل ہوی ورث ٹھہرے اور اگر کوئی کہے کہ آدم کے گناہ مین کل آدم زاد کیونکر شامل ہین تو مین کہتا ہون کہ ایک درخت کا بیج بو دین اور اس کے تخم سے اور درخت پیدا ہون تو کیا وے سب ایک ہی تاثیر کے اور ایک ہی سے نہ ہونگے۔ پس ہم سب جو ایک سی آدم کی جوڑ سے ذکر ہو چکا پیدا ہین۔ تو کیون نہین ہم اس کے گناہ مین شامل ہین بیشک اس کی ذاتی گناہ مین شریک ہین

اور کل بنی آدم گنہگار ہین انتہیٰ۔

مین کہتا ہون کہ کس قدر ناانصافی اور ظلم کا یہ حکم ہے کہ ایک شخص کے گناہ سے اسکی تمام ذریت گنہگار ٹہری اور پکڑی جاے۔ کیا خداے عادل و رحیم و کریم کی طرف سے ایسا ناانصافی کا حکم ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہین۔ پہر منشی صاحب نے ایسا بہاری سخت دعوے کیا مگر اس کے ثبوت مین بجز ایک تمثیل کے نہ کتاب الٰہی سے کوئی آیت پیش کی۔ نہ برہان عقلی لکہی افسوس ہے ان کی عقل پر کہ اتنے بڑے دعوے کی بنیاد صرف تمثیل پر رکہی ہے پہر کیا کسی دانشمند کے نزدیک ایسے تمثیلون سے دعوی ثابت ہو سکتا ہے خصوصاً اسوقت مین کہ وہ دعوی بالتصریح کلام الٰہی اور برہان عقلی کے خلاف ہو جیسا کہ منشی صاحب کا دعوی ہے۔ کیونکہ کتاب مقدس مین لکہا ہے کہ وہ جان جو گناہ کرتی ہے سو ہی مریگی بیٹا باپ کی بدکاری کا بوجہ نہین اٹہاویگا اور نہ باپ بیٹے کی بدکاری کا بوجہ اٹہاویگا صادق کی صداقت اسی پر ہوگی اور شریر کی شرارت اسی پر پڑیگی۔ حزقیل باب ۱۸ ورس ۲۰۔ اور اسی طرح یرمیاہ کے باب ۳۱ ورس ۲۹ و ۳۰ مین ہے۔

سو جو مے مین محققین مسیحیون نے بہ نظر تعمق اور غور و فکر اس امر مین کی ہے انہون نے اس تعلیم کو نکار کیا ہے چنانچہ تواریخ کلیسیا جہاپہ نیپسٹ مشن پریس کلکتہ ۱۸۴۵ء کے صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶ مین لکہا ہے کہ پلاگی نامی ملک ویلس کے ایک راہب نے یہ تعلیم شروع کی کہ انسان کی خاصیت مین گناہ کی کچہ جز نہین ہے اور ہم لوگ آدم کی نسل مین ہونے سے ناپاک نہین ہین۔ جسمانی موت خاص انسان کی اپنے گناہ کی ہی سزا ہی۔ اور اچہی خواہش اور دین و ایمان کے کام کرنیکی طاقت سبہون کو خاصیت ہی سے ہوتی ہے انتہیٰ۔ اس کے بعد مورخ ہندی تواریخ کلیسیا لکہتا ہے کہ مشرقی کلیسیاؤن اور ملک فرانس مین اوسکا (یعنی پلاگی نامی کی اس تعلیم کا) یقین ہمیشہ سے کرتے آئے ہین انتہیٰ۔

اب ناظرین منشی صاحب کی فہم کو ملاحظہ کرین کہ بخصوص صریح کے مخالف اپنی تمثیل لئے پہرتے ہین اب اوس تمثیل کا بہی حال سنئے۔ اول تو وہ تمثیل بے موقع ہے کیونکہ تخم کی تاثیر اسکی ذات اور خلقت مین پڑی ہوی ہے کوئی عارضی امر نہین ہے اور آدم کا گناہ ایک عارضی امر ہے جبلی نہین ہے۔ بلکہ عیسائیون کے عقیدے کے بموجب حضرت آدم کی خلقت بالکل پاک اور کامل طور پر ہوی ہے۔ جس مین کسی طرح کی برائی اور نقص کا شایبہ نہین تہا۔

چنانچہ منشی صاحب کے برادر اکرم منشی صفدر علی صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ بہندارہ نیاز نامہ مطبوعہ ۱۸۶۵ء کے صفحہ ۶۲ مین لکہتے ہین کہ کتاب مقدس مین حال آفرینش آدم اس طور لکہا ہے جیسا اوپر مذکور

ہوا کہ آدم کو خدا سے کامل و مستجمع جمیع کمالات نے اپنی پاکی و نیکی کے اقتضا سے اپنی صورت پر بیٹے پاک و نیک و خوشحال و کامل پیدا کیا تھا انتہی۔

یہان سے بھی صاف معلوم ہوا کہ آدم کی پیدائش مین کسی طرح کا گناہ اور نقص نہین تھا بعد اس سے جب گناہ حضرت آدم سے سرزد ہوا تو ایک امر عارضی ٹہرا۔ اب قرین قیاس یہ امر ہے کہ اگر حضرت آدم کا اس کی نسل مین کوئی وصف منتقل ہو۔ تو نہ وہ وصف ہو جو اسکا ذاتی اور پیدائشی ہے یعنے اسکا کمال اور بے عیب ہونا نہ وہ امر جو عارضی ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ اگر نسل آدم مین آدم کا کوئی وصف سرایت کریگا تو کمال اور بے عیب ہونا ہی سرایت کریگا کیونکہ آدم کا ذاتی وصف یہی ہے یہ الٹی فہم والون کی عجیب الٹی بات ہے کہ آدم سے ذاتی وصف کو اسکی ذریت مین منتقل ہونا نہین مانتے۔ اور عارضی وصف کا انتقال ضروری سمجھتے ہین۔

دوسری یہ کہ اگر اس تمثیل کو مان لیا جاے تو بھی ہمارے مدعا کے موافق ہے نہ منشی صاحب کے۔ کیونکہ ایک تخم سے مثلاً ایک درخت پیدا ہوتا ہے اور اس مین مختلف چیزین یعنے پھول پھل پتے لکڑی پوست وغیرہ ہوتے ہین۔ اب دیکھئے کہ یہ کل چیزین اوسکی ایک تخم سے پیدا ہوے ہین مگر اکثر مقام پر ہر ایک کی خاصیت ہر ایک کی تاثیر ہر ایک کا مزہ ہر ایک کا رنگ و بو جدا جدا و علیحدہ ہوتا ہے کہین پتے کی خاصیت سرد ہے تو پھل کی گرم کہین پھل ہنڈا ہے تو پھول گرم ہے۔ اور جو نزاکت و خوشبو پھول مین ہے وہ اس سے پتون اور لکڑی مین نہین ہے۔

اس تمثیل سے دو باتین اظہر من الشمس ہوتی ہین ایک یہ کہ اس تخم کی تاثیر اور اسکی تمام ذریت مین نہین ہوئی۔ یعنے اگر تخم گرم تھا تو پتون اور پھول مین گرمی نہین آئی۔ اسی طرح اس تخم کا مزہ اور رنگ اس سے پھول پتون مین نہین آیا۔ دوسری یہ کہ اس ایک شی سے مختلف تاثیر اور خاصیت کی چیزین پیدا ہوئین۔

پس اسی طرح پر حضرت آدم کی ذریت کو قیاس کرنا چاہئے یعنے یہ ضرور نہین کہ جو باتین ان مین نہین وہ ان کی کل ذریت مین منتقل ہو جائین اور ہو سکتا ہے کہ مختلف طور ان کی ذریت ہو۔ بعضے معصوم اور بعضے غیر معصوم۔

الحاصل منشی صاحب نے پہلے امر تنقیحی سے ثبوت مین جو اک تمثیل پیش کی تھی اسکا تو خاتمہ ہو گیا اور معلوم ہوا کہ وہ تمثیل محض انکی فہم و ذکا کا قصور تھا اور جس امر کو ثابت کرنا چاہا تھا وہ نہ ہو سکا صرف ڈھاک کے تین پات رہگئے۔ باقی امور کا ثبوت جو ان کے ذمہ ہے تو اس بار گران سے وہ سبکدوش کیونکر ہو سکتے ہین۔ انہین چاہئے کہ ان امور کو ثابت کرین اور بغیر اس کے میدان تحریر مین قدم نہ دھرین

اور خوب یاد رکھین کہ یہ مناظرانہ تحریرین مشن
کی فارسی مدرسی نہین ہے کہ اردو کی پہلی اور
دوسری کتاب پڑہا کر فارغ ہوگئے۔ ہر کارے و ہر
مردے سہ کار بوزینہ نیست بخاری۔

اب ہم اسبات کو بیان کرنا چاہتے ہین کہ منشی صاحب
کا اگر یہ دعوے صحیح ہو کہ نسل آدم سب گنہ گار ہین
تو حضرت مسیح بہی ضرور گنہ گار ٹہرین گے اور موافق
گمان منشی صاحب کے قابل شفاعت نہ رہین گے
کیونکہ حضرت مسیح کا ابن آدم ہونا ایسا یقینی امر ہے
کہ کوئی اسکا منکر نہین ہے۔ عہد جدید مین بہت مقام
پر خود مسیح نے اپنی زبان مبارک سے اپنے تئین
ابن آدم ابن داؤد فرمایا ہے اور نسب نامہ
حضرت مسیح کا متی اور لوقا نے بہی اسی غرض سے
لکہا ہے کہ انہین ابن داؤد اور ابن ابراہیم قرار
دین۔ غایۃ الامر یہ کہا جائیگا کہ باپ کے طرف سے
نہین صرف ماں کے طرف سے ہین۔ مگر گنہ گاری کے
لئے صرف عورت کے بطن سے ہونا کافی ہے۔
چنانچہ ایوب کے باب ۲۵ درس ۴ مین ہے۔
بس خدا کے حضور انسان کیونکر صادق سمجہا جاے
اور وہ جو عورت سے پیدا ہوا ہے کیونکر پاک
ٹہرے جب حضرت مسیح عورت سے پیدا ہوے تو
بموجب اس کلام مقدس کے وہ پاک نہین ٹہر سکتے
الغرض اگر حضرت آدم کے گناہ مین کل بنی آدم
شریک ہین تو حضرت مسیح بہی ضرور شریک ہین
ہرگز اس سے علیحدہ نہین ہوسکتے۔ آبائی گناہ کے
علاوہ ذاتی گناہ بہی حضرت مسیح کے ملاحظہ کیجئے
جو آپ کی کتاب مقدس سے ثابت ہین۔ اول
تعظیم والدین ایسا ضروری اور تاکیدی حکم ہے
کہ حضرت موسی علیہ السلام کو خدا تعالی نے اپنی
ید قدرت سے لکہہ کر دیا تہا اور یہ وہ حکم ہے
کہ کسیکو اس مین اختلاف و انکار نہین ہے خود
مسیح بہی اسے مانتے ہین (لوقا ۱۸/۲۰) مگر حضرت
مسیح نے اپنی والدہ کی نہایت مرتبہ بے تعظیمی کی
ہے چنانچہ یوحنا کے باب ۲ درس ۴ مین حضرت
مسیح اپنے والدہ سے یون خطاب کرتے ہین کہ
ای عورت مجہہ سے تجہے کیا کام۔ مفسرین بائبل
نے بیان کیا ہے کہ یہ کلمہ نہایت بے تعظیمی کا ہے
اسی طرح انجیل متی کے باب ۱۲ درس ۴۶ سے ۵۰
تک جو تقریر حضرت مسیح کی ہے اس سے بہی کمال بے توقیری
حضرت مریم کی ثابت ہوتی ہے۔

دوم یہ کہ یسوع نے یوحنا سے بپتسما پایا اور
یہ بپتسما توبہ اور گناہون کی معافی کے لئے مخصوص
تہا۔ اور سبہون نے اپنے گناہ کا اقرار کرکے توبہ
کا بپتسما پایا ہے مرقس باب اول درس ۴ وہ
پس یسوع بہی ان سبہون مین داخل ہین اور
گنہ گار ہونے سے بری نہین ہوسکتے اور ایسا
جو یہ کہتے ہین کہ یسوع نے اس لئے بپتسما لیا تاکہ
علانیہ اپنے کام پر مقرر ہو۔ تو یہ بات خیالی اور
کی محض بناوٹ ہے کیونکہ حسب دستور یسوع
کا صرف ممسوح ہونا اپنے کام پر مقرر ہونے کے لئے

کافی تہا دیکھو اول سلاطین باب ۱۹ درس ۱۶ ۔ خروج باب ۲۸ درس ۱۴ ۔ اور احبار باب ۱۶ درس ۳۲ ۔ اور درصورت گنہ گار نہونے کے ایسے بپسما لیسے کی جو توبہ اور گناہون کی معافی سے لئے مشروط تہا ہرگز نہ لیتے ۔ کیونکہ اسکی حاجت یسوع کو نہ تہی جیسا کہ اوپر حوالہ دیا گیا اور جب اونہون نے بپسما لیا تو ثابت ہوگیا کہ گنہ گار تہے ۔

یہ دوسری دلیل اثبات گناہ مین ہمنے الزاماً بیان کی ہے یعنے علماء مسیحیہ قرآن مجید سے حکم استغفار سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گناہ ثابت کرتے ہین صرف اسی نظر سے کہ استغفار گناہون سے معافی سے لئے موضوع ہے پہر اگر یہ دلیل عیسائیون کی صحیح ہے تو ہم بہی کہتے ہین کہ حضرت مسیح نے بپسما لیا جو خاص گناہ کی معافی سے لئے موضوع تہا ۔

سوم یہ کہ خود حضرت مسیح کہتے ہین کہ مین نیک نہین ہون (متی ۱۹/۱۷) جب خود اونہون نے اپنے آپ سے نکوئی کی نفی کی تو بالضرور برائی کا ثبوت ان سے لئے ہوگا ۔ کیونکہ نیکی اور برائی باہم ضد ہین ۔ جب ایک کی نفی کی تو دوسرے کا ثبوت ضروری ہے ۔ مثلاً کسی کو یہ کہین کہ فلان شخص نیک نہین ہے تو اس سے یہی معنے ہین کہ وہ بد ہے اور جب یہ کہین کہ بد نہین ہے تو معلوم ہوگا کہ نیک ہے زیادہ تفصیل اسکی جناب افضل العلماء مولانا مولوی محمد علی صاحب سلمہ اللہ تعالی نے نیا نامہ کے جواب پیغام محمدی مین کی ہے (جو کہ زیر طبع ہے) اور انشاء اللہ عنقریب طبع ہوکر ہدیہ ناظرین ہوگا غرضکہ ذاتی گناہ سے بہی حضرت مسیح بری نہین ثابت ہوے ۔ منشی صاحب کس بنیاد پر یسوع کو نجات دہندہ فرما رہے ہین ۔

منشی صاحب وہ جو قرآن مجید سے مسیح کی معصومیت کا ذکر کرتے ہین اسے رہنے دین انہین چاہیے کہ اپنی کتاب سے ان کی معصومیت ثابت کرین یا اس شے قایل ہون کہ مسیحیون کے نجات کا ثبوت قرآن مجید کا محتاج ہے ۔

منشی صاحب نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گناہ ثابت کرنے کی لئے سورۂ مومن کی ایک آیت نقل کی ہے وہ محض انکی غلط فہمی ہے اس کی معنی ان کتابون مین دیکہنا چاہیے جن کا مین حوالہ دے آیا ہون ۔ مگر مختصر طور سے کچہ لکہتا ہون ۔

منشی صاحب کی بنیاد استدلال صرف یہ جملہ ہے واستغفر لذنبک ۔ یعنے بخشوا اپنے گناہ ۔ اس جملہ مین ایک احتمال تو یہ ہو سکتا ہے کہ یہ خطاب ہی آنحضرت کی طرف نہ ہو ۔ بلکہ ہر ایک مسلمان اوسکا مخاطب ہو اس تقدیر پر تو اس جملہ کو منشی صاحب کے مطلب سے کچہ لگاؤ ہی نہ ہوگا ۔ اور اگر آنحضرت ہی کی طرف یہ خطاب مانا جائے ۔ تو ایک معنی یہ ہین کہ تعلیم امت سے لئے مغفرت مانگ تاکہ وہ دیکہہ کر اسی طرح عمل کرین ۔ اس

تقریر پر بھی آنحضرت کا گنہ گار ہونا ثابت نہ ہوا
اور اس معنے کے صحت کی دلیل یہ ہے کہ دوسرے
مقام پر قرآن شریف مین آنحضرت کو اس طرح
فرمانیکا ارشاد ہوا کہ اگر تم اللہ کو دوست
رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تمہارے گناہ
بخشیگا اگر آنحضرت سے گناہ ہوا کرتے تو مطلقاً
اتباع کا حکم نہ ہوتا۔ پس جب مطلقاً اتباع کا حکم
ہے تو خود قرآن شریف اس امر کا شاہد ہوا
کہ آنحضرت سے گناہ صادر نہین ہوتے اسی وجہ
سے ضرور ہوا کہ واستغفر لذنبک سے مراد تعلیم
امت لیجاے۔ غرضکہ وہ اڈا ہی نہ رہا جسپر منشی
صاحب پہنچ سکتے ہے۔ اور معلوم ہوا کہ آیت
مذکورہ سے آنحضرت کا گناہ ثابت نہین ہوتا۔

اچھا جناب اگر آپ کی خاطر سے ہم مان بھی
کہ اس لفظ سے گناہ مفہوم ہوتا ہے تو بھی کوئی
قباحت نہین ہے کیونکہ اس سے کسی طرح کا معین
اور خاص گناہ ثابت نہین ہوتا۔ بخلاف حضرت
مسیح کے کہ ان کا صاف وصریح اور بڑا گناہ کتب
مقدسہ سے ثابت ہے چنانچہ مذکور ہوا۔ پس جب
حضرت مسیح کو باوجود ایسے عظیم گناہ کے شفاعت
کا منصب ملیگا تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو بدرجہ اولیٰ ملنا چاہیے یہان تک
منشی صاحب کے اعتراض کا جواب کافی ہوگیا مگر اب
ہمین یہ تنقیح کا ثبوت دینا باقی ہے وہ تنقیح یہ
ہے کہ کتب مقدسہ سے کس طرح ان کا شفیع ہونا
ثابت ہے یا نہین۔ اس کو ہم یہان ثابت کرتے ہین
چنانچہ حضرت موسیٰ نے متعدد دفعہ اپنے قوم
کی شفاعت کی اور وہ شفاعت قبول ہوی
اور عذاب آلہی سے بنی اسرائیل بچ رہے جیسا کہ
گنتی کے باب ۱۴۔ و رس ۱۹ و ۲۰ مین ہے
اب تو اپنی رحمت کی فراوانی سے اس امت
کا گناہ بخشدیجئے جیسا کہ تو قصر سے لیکے یہان تک
انہین بخشتا رہا ہے خداوند نے فرمایا
کہ مین نے تیرے کہے سے بخشا۔ انتہیٰ۔ دیکھئے یہان
کیسی کھلا کھلی شفاعت ثابت ہے۔
اب اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ یہان دنیاوی
عذاب سے شفاعت کی گئی ہے آخرت مین کوئی
انسان شفاعت نہین کرا سکیگا۔ تو اسکا جواب
یہ ہے کہ متعدد مقامات بیبل سے حضرت موسیٰ
وغیرہ دیگر انبیا کی شفاعت منقول ہے اور ثابت
ہے کہ ان کی شفاعت سے عذاب آلہی ٹل گیا
تو آخرت مین بھی شفاعت سے مقصود عذاب الہی
کا ٹالنا ہے پھر کیا کوئی شخص اس مین فرق بیان
کر سکتا ہے کہ دنیا مین شفاعت سے عذاب تو
ٹل جاے اور آخرت مین نہ ٹلے۔ ہرگز نہین بلکہ
بخوبی ظاہر ہے کہ جب دنیا مین شفاعت سے
عذاب آلہی ٹل گیا تو آخرت مین بھی ٹل سکتا
ہے۔ الغرض اس سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح
کے سوا اور انسان بھی شفاعت کرا سکتے ہین
اگرچہ عیسائی انہین اپنے اعتقاد مین گنہ گار ہی

سمجھین اگر میرے قول کو نہ مانین تو حضرت مسیح کا قول ملاحظہ کرین کہ وہ حواریون کے نسبت کیا ارشاد فرماتے ہین۔ جن کی گناہون کو تم بخشو انکی گناہ بخشے جاتے ہین جنہین تم نہ بخشوگے نہ بخشے جاوین گے (یوحنا باب ۲۰ درس ۲۳) اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح حواریون کی شفاعت کی مقبولیت کو بیان کرتے ہین یعنے معاف کرنا تو صفت خدا تعالی کی ہے یہان بطور مجاز کے ان کی طرف نسبت کی گئی ہے معنے یہ ہین کہ تم جن کے گناہ بخشواؤگے بخشے جاوین گے۔

الحاصل یہان یہ بات ثابت ہوی کہ اور انسان بھی شفاعت اخروی کرا سکتے ہین۔ لہذا منشی صاحب کا یہ کہنا بالکل غلط ہوگیا کہ سوا سے حضرت مسیح سے کوئی شفیع نہین ہو سکتا۔

اب ہین ان کی ایک بڑی غلطی اور بیان کرتا ہون وہ غلطی خواہ دیدہ و دانستہ کی ہو (جس کا نام عرف مین جھوٹ یا فریب ہے) یا بسبب اپنی بے علمی سے کیونکہ منشی صاحب کو مایۂ علمی اور تحصیل علوم زلیخاے جامی تک معلوم ہوتی ہے باقی خیریت ہے۔

منشی صاحب لکھتے ہین۔ اب سنئے محمد صاحب کا حال دو قسم کی کتابون مین مندرج ہے ایک قرآن جو خود محمد صاحب کی تصنیف ہے دوسری حدیث جو نہ محمد صاحب کی تصنیف اور نہ اون کی کسی صحابہ کی بلکہ اس سے مصنفون نے تو محمد صاحب کا مونہ ہی نہین دیکھا الخ۔ منشی صاحب یہ جو کہتے ہین کہ قرآن محمد صاحب کی تصنیف ہے۔ تو شاید اپنی انجیل پر قیاس کرتے ہون گے کہ جسطرح اناجیل خدا کا کلام نہین ہے بلکہ ان کی مصنفین صرف انسان ہی ہین۔ اسیطرح قرآن مجید بھی ہوگا۔ مگر یہ ان کا خیال خام ہے۔ عہد جدید بیشک بے الہام لکھی گئی ہے چنانچہ محققین عیسائی خود اس کے مقر ہین اسکا ثبوت جناب مولانا مولوی محمد علی صاحب نے پیغام محمدی مین اچھی طرح کیا ہے۔ اور قرآن مجید بے شک بے ریب خدا کی وحی ہے اور کسی بشر کا کلام نہین ہے اور اسمین کسی خدا ترس فہمیدہ کو انکار نہین ہو سکتا۔

منشی صاحب کا یہ قول کہ حدیث نہ محمد صاحب کی تصنیف اور نہ انکی کسی صحابہ کی الخ۔ یہ انکی محض ابلہ فریبی یا جہالت ہے احادیث صحیحہ بلا تردد خود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالہام الہی بیان کی ہین اور صحابہ کرام نے ان کو اپنے لوح دل پر نہایت احتیاط سے نقش کر لیا۔ پھر انہون نے اپنے یارون اور ساتھیون سے بیان کر کے ان کی دل پر نقش کر دیا۔ بعد ازان حضرت عمر ابن عبد العزیز جو صدی اول کی اخیر مین خلیفہ ہوے انکی حکم سے کتابون مین جمع ہونا شروع ہوا۔ اور رفتہ رفتہ امام مالک اور شافعی وغیرہما تک نوبت پہونچی غرضکہ اسی نوے برس تک تو زبانی یاد پر مدار رہا اور حسب دستور عرب سب لوگون نے نہایت احتیاط اس مدت تک حدیث کو یاد رکھا اسکے بعد لکھنا شروع ہوگیا اور پھر بید

اور کتابت دونون پر مدار رہا۔
روایت لسانی سے معتبر ہونے مین مسیحیون کی بڑی
بڑی فادر اور پیشوا قائل ہین کوئی عیسائی اس امر
مین دم نہین مار سکتا مثلاً پیپس۔ کلیمنس اور
ارینیوس وغیرہم کا روایت لسانی کو معتبر جاننا اہل
علم پر پوشیدہ نہین ہے۔ چنانچہ یوسی بی اس اپنی
تواریخ کی تیسری کتاب سے اٹھائیسوین باب اور
پانچوین کتاب سے گیارہوین۔ اور بیسوین باب
مین اسکی تصریح کرتا ہے۔ زیادہ تفصیل اسکی اظہار الحق
مین مرقوم ہے اگر منشی صاحب اسے سمجھ سکین تو دیکھ لین
اور رہا این ہمہ اگر روایت لسانی سے انکار ہوگا
تو وہ اپنے عہد جدید کا ثبوت ہرگز نہین دیسکتے
کیونکہ تیسری صدی سے پیشتر اسکا ثبوت نہین پایا
جاتا۔ ایک اور فریب یا جہالت منشی صاحب کی
یہ ہے کہ محدثین کا شمار کرنے بیٹھے ہین اس مین اول
امام مالک کو قرار دیا ہے اور پندرہ تک شمار
کیا ہے۔ اور پندرہوین شمار مین امام نووی کو
قرار دیا ہے۔
منشی صاحب سے کوئی پوچھے کہ یہ تعداد اور ترتیب
محدثین کی آپ نے کہین سے آرائی ہے یا ایجاد بندہ ہے
آی جناب آپ امام نووی تک ساتوین صدی مین
کیون جا پہونچے۔ یہان تو دوسری اور تیسری صدی
مین بیسون جامعین حدیث کا وجود ہے امام نووی
اور ابن جوزی جامعین حدیث مین شمار نہین کی
گئی ہین البتہ ماہرین حدیث ہین۔ اتنا ہی مایۂ علم ہے

کہ جامعین اور ماہرین حدیث مین فرق نہین کرتے
تفصیل اس بحث کی پیغام محمدی مین کی گئی ہے
اب ہم منشی صاحب کی جواب سے جب فارغ ہوگئے
تو مناسب سمجھتے ہین کہ ہم بھی اپنا ایک قدیم اعتراض
پیش کرین جسکا جواب آجتک کسی عیسائی نے نہین
دیا ماہ مئی ۱۸۸۷ء مین مینے یہ اعتراض کاپیور
چرچ آف انگلنڈ کے پادری ڈن صاحب سے کیا
تہا انجام کار انہون نے جواب سے عاجز ہوکر یہ کہا
کہ یہ مسئلہ نہایت مشکل ہے تم ہمین لکھکر دو تاکہ
سرکیولیٹ کرین یعنے پادریون کے پاس جواب
کے لئے بھیجین۔ مینے حسب درخواست ان کے
لکھکر پیش کیا جس کو عرصہ سات مہینہ کا گذرا مگر
ابتک جواب نہ ملا۔
اب مین منشی صاحب سے اسکے جواب کا خواستگار
ہون کہ بنظر عنایت اسکا جواب تحریر فرماین اور
وہ سوال بعینہ یہ ہے۔
سوال نجات کا طریقہ عیسائی اس طور سے بیان
کرتے ہین کہ کوئی بشر کیا نبی کیا غیر نبی گناہ سے
خالی نہین اور خدا عادل ہے بدون سزا دئے
کسی کو نہین چھوڑیگا۔ اور گناہ موجب غضب
ابدی کا ہے۔ پس ضرور ہے کہ انسان کے گناہون
کا کوئی کفارہ ہووے تاکہ انسان ہلاکت ابدی
سے نجات پاوے اور وہ کفارہ قسم اولاد آدم زاد
سے نہ ہو اس لئے کہ سب آدمی گنہگار ہین اور
گنہگار گنہگار کا کفارہ نہین ہوسکتا۔ بلکہ ضرور

ہے کہ وہ نجات دہندہ بے گناہ اور معصوم اور کامل اور مقدس اور آدمی سے برتر ہو۔ اسلئے خدا نے اپنے بیٹے کو گنہگارون کی رہائی اور نجات کے واسطے ظاہر کیا اور وہ مجسم ہوکر مخلوق سے پاک آیا اور اس نے سب کی گناہ اپنی جان پر انہائی اور گنہگارون مین شمار ہوکر سب کی عوض آپ سزا پائی اور تمام مخلوق کو گناہون سے پاک کیا

اب مجھ کو اس عقیدے پر چند شکوک ہین ان مین سے مین دو شبہون کو بالفعل پیش کرکے جواب کا خواستگار رہون اگر پادریصاحبان اسے جواب سے مسرور فرماوینگے تو آیندہ اور بھی عرض کرون گا۔

اول یہ کہ بموجب عقیدہ عیسائیون کے مسیح مجموعہ ہین الہ اور انسان کا۔ پس پوچھا جاتا ہے کہ الوہیت مسیح کی کفارہ ہوی یا انسانیت مسیح کی۔ الوہیت کا تو کفارہ ہونا ظاہر البطلان معلوم ہوتا ہے کیونکہ الوہیت ایسی شی نہین ہے کہ کسی انسان کی قبضہ مین آسکے اور کوی چیز اوسے دکھہ یا رنج پہونچا سکے الغرض اسمین تو کسی کو شک نہ ہوگا کہ الوہیت مسیح کی کفارہ نہین ہوسکتی۔

پس لامحالہ انسانیت مسیح کی کفارہ ہوی اور ظاہر ہے کہ مسیح انسانیت کیوجہ سے حضرت آدم کی نسل سے ہین۔ اسیواسطے ان کو ابن آدم اور ابن داؤد کہا جاتا ہے اور اس پیشین گوئی کا مصداق مسیح کو قرار دیا جاتا ہے جو پیدایش کے باب ۳ درس ۱۵ مین سانپ سے خطاب الہی یون ہوا۔ "اور مین تیری اور عورت کی اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالون گا وہ تیرے سر کو کچلیگی اور تو اس کی ایڑی کو کاٹیگا" جبکہ مسیح کی نسل سے ہونے تو بموجب عقیدہ عیسائیون کے ان کا گنہگار ہونا ضرور ہے کیونکہ آدم کے گناہ کے وجہ سے نسل آدم سب گنہگار ہین۔ اور گنہگار گنہگار کا کفارہ نہین ہوسکتا۔ اس لئے یہ کفارہ صحیح نہین ہے۔

دوسرا شبہ یہ ہے کہ اگر گناہ موجب عذاب ابدی ہے تو لازم آتا ہے کہ مسیح بھی عذاب ابدی مین بطریق اولی گرفتار رہین۔ اسلئے کہ اونہون نے سب گنہگارون کی گناہ اٹھاے ہین۔ اور بصورت عدم قدریہ وکفارہ سے جملہ گنہگار ضرور عذاب ابدی اٹھاتے پس اسی طرح وہ جو ان کی گناہون کا کفارہ ہوا اس کو بھی عذاب ابدی اٹھانا چاہیے نہ یہ کہ صرف تین ہی دن سزا اٹھاکر مخلصی پا جائے اور اگر تین ہی دن عذاب اٹھاکر مخلصی کو مان لیا جاے تو پھر عدل قایم نہ رہیگا۔ کیونکہ عدل کا تقاضا عذاب ابدی کا تھا وہ تو یہان نہین پایا گیا۔ اس لئے مسیح کا تین روز صرف دکھہ اٹھانا جہان کو عذاب ابدی سے چھوڑا نہین سکتا۔ پس معلوم ہوا کہ نجات کا ہونا مذہب عیسوی مین غیر ممکن ہے۔ مین نے پادری

ون صاحب کو تو اسیقدر لکھکر دیا تہا جو اوپر نقل کیا
گیا مگر مجھے عیسائیون کے بچات پر بہت سے شکوک ہین
اگر کوئی صاحب جواب پر مستعد ہون گے تو مین
انہین پیش کرون گا۔ از آنجملہ ایک یہ بہی شک
ہے کہ پولوس مقدس عبرانیون کی باب ۱۰ ورس
۲۶ مین لکہتے ہین "کیونکہ اگر بعد اسکے کہ ہم نے
سچائی کی پہچان حاصل کی ہے جان بوجہ گناہ کرین
تو پہر گناہون کے لئے کوئی قربانی باقی نہین" انتہی
اب مین مسیحی بہائیون سے دریافت کرتا ہون کہ ذرا
اپنی دل مین غور کرکے اور سر کو جہکا کر خدا کو حاضر
ناظر جانکر فرماے کہ کوئی عیسائی گناہ سے مبرا ہے اور
کون مسیحی یہ کہہ سکتا ہے کہ مین بعد علم کے جہوٹ زنا
مکر فریب وغیرہ وغیرہ گناہون سے بری ہون ہرگز
نہین ذرا انصاف کرو اور دل مین سوچو کہ اس
تقدیر پر کفارہ ہونا مسیح کا تمہارے کس کام آسکتا
ہے۔ ای بہائیو مین تمہاری خیر خواہی سے منت
کرکے کہتا ہون کہ سچی راہ ڈہونڈو اور اس کفارہ
سے باز آجاؤ۔ یہ محض شیطان کا دہوکا ہے۔
خاکسار چودہری مولی بخش۔ از کانپور

بقیہ سوالات سابق

چونکہ یہ شخص نہایت ہوشیار تہا اس لئے بعد حصول
سند کے دوسرا طریق اختیار کیا یعنے پیش رو مذہب
مسیح بن کر اس مذہب کو گمنام اور لایق ملامت و
لعنت کر دیا اور جیسا کہ مسیح نے فرمایا تہا یہ شخص
بہیڑے لباس مین ملبس ہوکر درحقیقت پہاڑ نیوالا
بہیڑیا ہوا۔ یعنے اپنے گناہان صغائر و کبائر کا اقرار
مسیح کے روبرو ظاہری اقرار کرکے تائب ہوا اور
رفتہ رفتہ ایسا رسوخ پیدا کیا کہ کم عقل و بے علم
نومرید عیسائی اسکے معتقد ہوگئے اگرچہ اوائل
مین بعض بعض ستم رسیدہ عیسائی اس سے حذر
کرتے اور ڈرتے رہتے تہے لیکن جب انجیل کی
منادی اور ہم دردی مسیحیون مین اسکو مستقل
پایا تو بارے شبہات سب سے رفع ہوگئے اور انجیل
کی منادی سے پولوس کا یہ ہی مطلب تہا۔ تاہم
بعض شاگرد ہمیشہ تک اسکی بات اور عقاید مین
خطا نکالتے اور گمراہ سمجہتے رہے اور شیطان لعین
نے بہی اس معاملہ مین اپنی بہت ہی کچہ کارگذاری
نمایان کی کہ آپ کو نوری فرشتہ سے بدل
بدل کر سب شاگردون کو کبہی بیداری و کبہی خواب
مین پولوس کا رفیق و معتقد بنایا جب یہ کام
اس طور سے استحکام پذیر ہوا تو پہر علانیہ پولوس
نے سب شاگردون سے اعلی درجہ کا دعوی
رسالت کیا اور حسب تعلیم شیطان لعین مذہب
عیسوی کو بدلنا شروع کیا۔ تثلیث و کفارہ
وصلیب پرستی اسیکا ایجاد ہے۔ اور نئے احکام
کی اجرا اور قدیم احکام کی مسدودی مین کبہی کبہی
مجلس ہی قایم ہوتی۔ جسمین سب شاگرد جمع ہوا کرتے
اور بالاجماع یہ احکام سب طرف جہان جہان عیسائی
ہوتے شایع ہوتے تہے چونکہ دین عیسویہ کا یہ ابتدای
حال تہا اس لئے بہت جلد اس تبدیل و تحریف نے شریعت

مطبع بحر الاسلام بنگلور مین محمد شریف کے باہتمام چہپا۔